رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵

تار کا پتہ الفضل قادیان

انّ الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

روزنامہ

الفضل قادیان

THE DAILY

ALFAZL, QADIAN

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت دو پیسے

جلد ۲۳	مورخہ ۲ ذوالحجہ ۱۳۵۴ھ	یوم چہارشنبہ	مطابق ۲۶ فروری ۱۹۳۶ء	نمبر ۱۹۹

جامع ازہر مصر کے شیخ کا بیہودہ مطالبہ

مصر کے ایک اخبار "البلاغ" کے حوالہ سے اخبار "احسان" (۲۳ فروری) نے لکھا ہے۔ کہ شیخ جامعہ ازہر نے وزیر داخلہ مصر سے مطالبہ کیا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کی تمام کتابوں کو ضبط کرنے کا حکم صادر کیا جائے۔ شیخ جامعہ نے جو خط وزیر داخلہ کو تحریر کیا ہے۔ اس میں لکھا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کی تمام کتب مذہب اسلام کے خلاف ہیں۔ اور ان میں انبیاء اور مذہب اسلام پر زبانِ طعن دراز کی گئی ہے:

اگر اس میں کچھ حقیقت ہے۔ اور شیخ جامعہ ازہر اس بیہودگی کے مرتکب ہوئے ہیں۔ تو اس کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ جامعہ ازہر اپنے ان تمام دعاوی کے باوجود جو وہ خود رکھتا یا اس کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کے لٹریچر اور احمدی علماء کے سامنے بالکل سرنگوں ہونے پر مجبور ہو گیا ہے:

ظاہر ہے۔ کہ اس وقت تک مصر میں ہمارا بہت کم لٹریچر پہونچ سکا ہے۔ اور مبلغین بھی چند ایک ہی مختلف اوقات میں تھوڑے تھوڑے عرصہ کے لئے وہاں جا سکے ہیں۔ مگر باوجود اس کے جامع ازہر کے شیخ کو یہ خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔ کہ وہ اور اس کا جامعہ باوجود بہت بڑے ساز و سامان رکھنے کے قطعاً اس قابل نہیں۔ کہ احمدیت کے مقابلہ میں ٹھہر سکے۔ احمدیت کے دلائل کو رد کر سکے۔ اور جن غلط عقائد کو وہ اسلام سمجھے ہوئے ہے۔ ان کو درست ثابت کر سکے۔ اس وجہ سے اس نے اپنے آپ کو حکومتِ مصر سے یہ مطالبہ کرنے پر مجبور پایا ہے کہ جماعت احمدیہ کی تمام کتب کو ضبط کر لیا جائے:

ہم نہیں سمجھتے۔ کہ حکومتِ مصر آزادی خیال اور آزادیٔ ضمیر کا حق تسلیم کرتی ہوئی کیونکر شیخ جامعہ ازہر کے اس مطالبہ کو قابل اعتناء قرار دے سکتی ہے۔ اور جب کہ وہاں عیسائیوں کو کھلی اجازت ہے۔ کہ اپنا تبلیغی لٹریچر بکثرت شائع کریں۔ اور مسلمان کہلانے والوں کو تثلیث کا حلقہ بگوش بنانے کے لئے تحریص و ترغیب کے تمام مادی ذرائع استعمال کریں۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ جماعت احمدیہ کے لٹریچر کو جس میں تمام دیگر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی برتری اور فضیلت ثابت کی گئی ہے۔ اسلام کے خلاف عیسائیوں کے اعتراضات کے مدلل جواب دیئے گئے ہیں۔ اور عیسائیت پر ایسے زبردست اعتراضات کئے گئے ہیں۔ کہ خود عیسائی ان کا لوہا مان چکے ہیں اور کسی احمدی مبلغ کے سامنے آنے کی جرأت نہیں کرتے۔ اس کے متعلق کسی قسم کی پابندی عائد کی جائے۔ لیکن ظاہر ہے کہ جامع ازہر کے شیخ نے جو مطالبہ کیا ہے وہ جہاں از روئے عقل نہایت بیہودہ ہے۔ وہاں اس بات کا بھی ثبوت ہے۔ کہ ازہر یونیورسٹی بالکل تہی دست ہو چکی ہے اور احمدیت کے مقابلہ میں اپنی شکست فاش کا اعلان کر رہی ہے۔ ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ وہ معقولیت کے ساتھ جواب دینے کی بجائے جبر سے کام لینے کا حکومت سے مطالبہ کر رہی ہے۔ اور اس کے لئے یہ بالکل غلط اور سراسر جھوٹا الزام لگایا جا رہا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کی تمام کتب مذہب اسلام کے خلاف ہیں۔ اور ان میں انبیاء علیہم السلام اور اسلام پر زبانِ طعن دراز کی گئی ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ حقیقی اسلام وہی ہے۔ جو جماعت احمدیہ کی کتب میں پیش کیا گیا ہے اور جن عقائد کو جامعہ ازہر والے اسلام قرار دیتے ہیں۔ وہ اسلام کے بالکل خلاف اور سرتاج انبیاء صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سخت توہین کرنے والے ہیں۔ مثلاً علماء ازہر کا یہ عقیدہ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام بجسد عنصری زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں۔ مگر باقی تمام انبیاء حتےٰ کہ سرور دو عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت ہو چکے ہیں۔ ایک ایسا عقیدہ ہے۔ جو اسلام کے سخت خلاف۔ اور تمام انبیاء کی ہتک کرنے والا ہے۔ اسی طرح ان کا یہ عقیدہ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی اصلاح بنی اسرائیل کا ایک نبی آکر کرے گا۔ دوسرے الفاظ میں یہ مطلب رکھتا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں جسے خدا تعالےٰ نے خیر امت قرار دیا ہے۔ کوئی ایک شخص بھی اس قابل نہ ہوگا۔ جو آپ کی امت کو صراطِ مستقیم دکھا سکے۔ اس کے مقابلہ میں جماعت احمدیہ یہ کہتی ہے۔ کہ تمام انبیاء میں سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی زندہ نبی ہیں۔ اور تمام مذاہب میں اسلام ہی زندہ مذہب ہے۔ کیونکہ وہ اب بھی زندہ خدا کے زندہ نشان پیش کرتا ہے۔ اور قیامت تک کرتا رہے گا۔

ان حالات میں جو لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ احمدیت اسلام کے خلاف ہے۔ اور احمدیہ لٹریچر میں انبیاء اور اسلام کے خلاف زبانِ طعن دراز کی گئی ہے ان کے متعلق سوائے اس کے کیا کہا جا سکتا ہے کہ وہ خود اسلام سے بے بہرہ ہیں۔ اور جن عقائد کو وہ اسلام قرار دیتے ہیں۔ ان کی معقولیت ثابت کرنے کے لئے چونکہ ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ اس لئے چاہتے ہیں۔ کہ حکومت کے جبر کے ذریعہ ان عقائد کی حفاظت کریں۔ مگر تابکے:

بائیکاٹ کے متعلق احرار کی غلط بیانی

عام لوگوں کو احمدیوں کے خلاف مشتعل دلا کر جانی اور مالی نقصان پہنچانے کے لئے احرار جو غلط بیانیاں کرتے رہتے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ قادیان میں احمدیوں نے دوسرے لوگوں کا بائیکاٹ کر رکھا ہے۔ اس کی ہم کئی بار تردید کر چکے ہیں۔ اب احرار نے دروغگو را حافظہ نباشد کے مصداق بن کر ۱۵۔ فروری کے احسان میں "مزدوروں پر ظلم" کے عنوان سے یہ لکھ دیا ہے۔ کہ غیر احمدی دکانداروں اور مزدوروں سے کام کرانے کے ایمان کو جرأت نہیں دیجاتی۔ سوال یہ ہے۔ کہ جب احمدیوں نے غیر احمدیوں کا بائیکاٹ کر رکھا ہے۔ تو پھر احمدیوں کا ان سے کام

مولوی ابوالعطاء اللہ دتا صاحب مبلغ بلاد عربیہ کی تشریف آوری

قادیان ۲۴ فروری - آج بارہ بجے کی ٹرین سے مولانا ابوالعطاء اللہ دتا صاحب جالندھری مبلغ فلسطین و مصر تشریف لائے۔ سٹیشن پر مقامی جماعت کا ایک جم غفیر جو اڑھائی تین ہزار افراد پر مشتمل تھا۔ استقبال کے لئے موجود تھا۔ نیشنل لیگ کور کے والنٹیرز باوردی زیر اہتمام مرزا گل محمد صاحب سالار جیش حاضر تھے۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے بنفس نفیس اپنے خادم کی عزت افزائی کے لئے تشریف لے گئے۔ اور مولوی صاحب موصوف کو معانقہ ومصافحہ کا شرف بخشا۔ اس کے بعد حضور نے مولوی صاحب کے گلے میں پھولوں کا ہار ڈالا۔ جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوت وتبلیغ اور حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب نے بھی مولوی صاحب کے گلے میں ہار ڈالے۔ بعض اور دوستوں نے بھی ہار پہنائے۔ مولوی صاحب نے اکثر دوستوں سے مصافحہ کیا۔ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالے کے ساتھ موٹر میں بیٹھ کر سٹیشن سے روانہ ہو گئے۔

مولوی صاحب ۱۳ اگست ۱۹۳۱ء کو قادیان سے بغرض تبلیغ روانہ ہوئے تھے۔ اور ساڑھے چار سال تبلیغ اسلام میں مصروف رہے۔ جس میں خدا تعالے نے آپ کو شاندار کامیابی عطا کی۔ آپ نے بلاد عربیہ میں ایک بہت بڑی تعداد کو احمدیت میں داخل کرنے کے علاوہ حیفا میں ایک احمدیہ سکول قائم کیا۔ مسجد احمدیہ کی تکمیل کی۔ پریس اور رسالہ البشریٰ جاری کیا۔ اور چار ایکڑ زمین صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام رجسٹری کرائی۔

ہم مولوی صاحب موصوف کو ان کی کامیاب مراجعت پر تہ دل سے مبارکباد کہتے اور دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالے انہیں بیش از بیش خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔

حالتِ اہلِ درد

(از ڈاکٹر فیض علی صاحب صابر)

خاک سمجھے گا کوئی کیا داستانِ اہلِ درد
درد ہی ان کی غذا ہے درد ہی ان کی دوا
ماہیٔ بے آب گاہے اور گہے سیخ کباب
اپنے مولیٰ کی رضا ہے ماحصل ان کی حیات
دیکھنے میں مضمحل بیمار سے ہوتے ہیں پر!
پاس ہو جاتے ہیں وہ ہر امتحاں میں بے گماں
غرق جب ہونے کو ہو کشتی خدا کے قہر سے
عاجز آ جاتی ہے سب دنیا دبانے سے اُسے

جانتا ہی جو نہیں ہرگز زبانِ اہلِ درد
درد ہی ہے راحتِ جانِ جہانِ اہلِ درد
چپ رہیں یا بولتے ہوں ہے نشانِ اہلِ درد
زخم اور مرہم ہیں یکساں در گمانِ اہلِ درد
سخت جاں آہن سے بھی ہے نیم جانِ اہلِ درد
فیل وہ ہوتا ہے جو لے امتحانِ اہلِ درد
ناخدا بن کر بچا لیتی ہے جانِ اہلِ درد
جوش میں آتی ہے جب طبعِ روانِ اہلِ درد

تجھ کو کیا نسبت ہے صابرؔ ان سے جو ہیں کہہ رہے
شاعرانِ احمدی در بابِ شانِ اہلِ درد

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی

۲۱ فروری سے ۲۴ فروری ۱۹۳۶ء تک بیعت کرنیوالوں کے نام

ذیل کے اصحاب دستی اور بذریعہ خطوط حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر بیعت کرکے داخل احمدیت ہوئے:

نمبر	نام	مقام
	دستی بیعت	
۱	دوست محمد صاحب	ٹھر پارکر سندھ
۲	محمد الدین صاحب	"
۳	نواب الدین صاحب	میرپور سندھ
۴	پیر محمد صاحب	"
۵	بشیر احمد صاحب	"
۶	محمد بخش صاحب	"
۷	اسمٰعیل صاحب	"
۸	حسین بخش صاحب	"
۹	غلام محمد صاحب	ٹھر پارکر سندھ
۱۰	شریفاں صاحبہ	"
۱۱	مختاراں صاحبہ	ٹھر پارکر سندھ
۱۲	سردار بی بی صاحبہ	"
	تحریری بیعت	
۱۳	محمد لطیف الرحمن صاحب	ضلع اٹک
۱۴	سردار بانو صاحبہ	ضلع جہلم
۱۵	محمد حسین صاحب	ضلع بوگرا
۱۶	نذیر بیگم صاحبہ	ضلع گورداسپور
۱۷	برکت علی صاحب	ضلع سیالکوٹ
۱۸	عنایت علی صاحب	"
۱۹	بشیر احمد صاحب	"
۲۰	عنایت بی بی صاحبہ	"
۲۱	رانی صاحبہ	"

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی عائد کردہ ذمہ واری

نمائندگان جماعت احمدیہ کو یاد دہانی

مجلس مشاورت ۱۹۳۴ء میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے کی طرف سے تمام نمائندگان جماعت احمدیہ پر یہ ذمہ واری عائد کی گئی تھی۔ کہ ان میں سے ہر ایک سال میں کم از کم تین نئے احمدی سلسلہ میں داخل کرے گا۔ اور احباب نے کھڑے ہو کر اس عائد کردہ ذمہ واری کو قبول کرتے ہوئے اقرار کیا تھا۔ کہ وہ اسے بجا لائیں گے۔ گذشتہ سال ۱۱۸ احباب نے نظارت دعوت وتبلیغ کو اطلاع دی تھی۔ کہ انہوں نے اپنے عہد کو پورا کیا ہے۔ اور ان کے ذریعہ ۵۸۰ نئے احمدی جماعت میں داخل ہوئے تھے۔ اب پھر مجلس مشاورت قریب آ رہی ہے اور تقریباً دو ماہ باقی ہیں۔ اس لئے احباب کی یاد دہانی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ جن دوستوں نے اپنے اس عہد کو پورا نہیں کیا۔ وہ اس عرصہ میں اپنے اس عہد کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔ اور مجھے نتائج سے اطلاع دیں۔

ناظر دعوت وتبلیغ قادیان

نارووال میں جماعت احمدیہ کا جلسہ

۲۹ فروری اور یکم مارچ ۱۹۳۶ء کو نارووال میں جماعت احمدیہ کا جلسہ ہونا قرار پایا ہے مبلغین مرکز سے جائیں گے۔ ارد گرد کی جماعتوں کو چاہیئے۔ کہ کثرت سے شامل ہوں۔

ناظر دعوت وتبلیغ قادیان

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام اہالیانِ سندھ و کراچی کے نام

اختلافِ مذاہب کے باوجود تمدنی ـ علمی اور اقتصادی اُمور میں اتحاد ہو سکتا ہے

۱۷ فروری - ۸ بجے شام کلارنی ہوٹل میں جماعت احمدیہ کراچی کی طرف سے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے اعزاز میں ایک شاندار ڈنر دیا گیا - جس میں ہندو ـ مسلم اور عیسائی ہر طبقہ کے معزز اصحاب شامل تھے - قاضی خدابخش صاحب میئر آف کراچی - ڈاکٹر اشرف صاحب چیف آفیسر رائے بہادر سیٹھ شورتن مہتہ - مسٹر حوبلی والا ایڈیشنل جوڈیشنل کمشنر - مسٹر ڈی - پی - دستور - مسٹر لکم داس داد ہوسل اکس میئر - ڈاکٹر سعید - مسٹر حاتم اے علوی مسٹر حاتم طیب جی بار ایٹ لا - مسٹر محمد اسلم بار ایٹ لا - ڈاکٹر ہنگورانی - ایڈیٹر ڈیلی گزٹ - ایڈیٹر سندھ ایڈوور - ایڈیٹر آفتاب پرنسپل رام سہائے خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں - کھانا کھانے کے بعد حاجی عبد الکریم صاحب وائس پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کراچی نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا - جس کے جواب میں حضور نے حسب ذیل تقریر فرمائی :- خاکسار شیخ عبد القادر - مولوی فاضل :-

مجھے سب سے پہلے ان

احباب کا شکریہ

ادا کرنا ضروری ہے - جنہوں نے اپنے کاموں کا حرج کر کے یہاں آنے کی تکلیف گوارا کی ہے پھر میں اس بات کی معذرت کرنا چاہتا ہوں ـ کہ میں انگریزی میں نہیں بول سکونگا - اس مجلس میں بعض احباب ایسے ہیں ـ جو اردو اچھی طرح نہیں سمجھ سکتے ـ گو میں انگریزی سمجھ لیتا ہوں ـ لیکن افسوس ہے ـ کہ

بولنے میں حجاب

محسوس کرتا ہوں - اور یہ میرے لئے ایک مشکل ہے جس میں سے مجھے کئی دفعہ گزرنا پڑا ہے - چنانچہ ۱۹۲۴ء میں جب میں یورپ گیا - تو سائن مسولینی کی ملاقات کے انتظام کے لئے جو ان دنوں بھی خاصی شہرت حاصل کر چکا تھا - میں نے خان ذوالفقار علی خان صاحب کو جو

علی برادران کے بڑے بھائی

ہیں اور ان دنوں میرے چیف سکرٹری تھے ـ سفیر برٹانیہ کے پاس بھیجا - ان دنوں ایک سوشلسٹ لیڈر کی لاش برآمد ہوئی تھی - جو کچھ مدت سے غائب تھا اور اس کی وجہ سے ملک میں سخت شورش - اور بے چینی پیدا ہو رہی تھی - اس لئے ان دنوں مسولینی نے ملاقات بند کی ہوئی تھی - لیکن اس خیال سے کہ میں دور سے آیا ہوں - اور ایک جماعت کا امام ہوں - انہوں نے ملاقات منظور کر لی جب میں ان سے ملنے گیا - تو خان ذوالفقار علی خان صاحب بھی میرے ساتھ تھے - وہ اٹیلین میں بات کرتا تھا - اور اس کا سکرٹری انگریزی میں ترجمہ کر کے خانصاحب کو بتاتا تھا - اور پھر خانصاحب مجھے اردو میں ترجمہ کر کے بتاتے تھے ـ میں اردو میں بات کرتا تھا ـ جس کا انگریزی ترجمہ کر کے خانصاحب مسولینی کے سکرٹری کو بتاتے تھے وہ اٹیلین میں ترجمہ کر کے مسولینی کو سناتا تھا تھوڑی دیر کے بعد

مسولینی اور ان کا سکرٹری

دونوں ہنس پڑے ـ مجھے یہ عجیب بات معلوم ہوئی - میں نے خاں صاحب سے کہا - ان سے پوچھئے کہ یہ کیا بات ہے ـ خانصاحب کے پوچھنے پر اس نے کہا - بتاؤ - یہ جو آپ کے امام ہیں - انگریزی سمجھتے ہیں ـ خانصاحب نے کہا - سمجھتے تو اچھی طرح ہیں لیکن بولنے میں حجاب محسوس کرتے ہیں ـ وہ کہنے لگا ـ کہ بس اسی لئے ہم ہنسے ہیں ـ کیونکہ آپ ان کی بات کا ترجمہ کر رہے تھے ـ کہ فوراً انہوں نے روکا کہ آپ نے اس حصہ کا غلط ترجمہ کیا ہے ـ اور پھر کہا کہ یہی حال مسولینی کا ہے ـ وہ بھی انگریزی سمجھتا ہے ـ لیکن بولنے میں حجاب محسوس کرتا ہے ؛

تو آج بھی میرے راستے میں وہی مشکل حائل ہے - اس لئے میں معذرت کرتا ہوں - کہ میں انگریزی میں تقریر نہیں کرونگا ؛

اس کے بعد میں ایک بات

ایڈریس کی غلطی

کے متعلق کہنا چاہتا ہوں ـ ایڈریس میں بیان کیا گیا ہے ـ کہ میں پہلی دفعہ حج کو جاتے ہوئے کراچی آیا تھا ـ چونکہ پنجاب کے حاجی عموماً کراچی سے گزرتے ہیں - اس لئے ہمارے ایڈریس پڑھنے والے دوست نے بھی فرض کر لیا ـ کہ میں بھی کراچی سے گزرا ہوں گا ـ حالانکہ میں ایک اٹیلین جہاز میں بمبئی سے سفر گیا تھا ـ اور وہاں سے حج کے لئے مصری جہاز پر جدہ گیا ؛

اس کے بعد میں مختصر طور پر اپنے دوستوں کی خواہش کے مطابق

اہلِ کراچی اور اہلِ سندھ کے نام ایک پیغام

دیتا ہوں - مگر چونکہ یہ تقریب کھانے کی تھی نہ کہ تقریر کی ـ اسلئے میں اس امر کا خیال رکھوں گا ـ کہ سامع ہونے والے احباب کا زیادہ وقت خرچ نہ ہو ـ میرا پیغام یہ ہے ـ کہ دنیا میں اختلاف کبھی نہیں مٹ سکتا جب ایک باپ کے دو بیٹوں کی شکلوں میں اختلاف ہوتا ہے ـ تو یہ امید رکھنا ـ کہ تمام دنیا کی طبائع ایک ہو جائیں ـ اور سب اختلافات مٹ جائیں ناممکن ہے ـ لیکن ایک چیز ہم کر سکتے ہیں ـ مگر افسوس ہے ـ کہ ہم کرتے نہیں ـ اور وہ یہ ہے کہ ہم اگر یقین کر لیں ـ کہ ہمیں ایک خدا نے پیدا کیا ہے ـ اور اس کے تعلقات ماں باپ کے تعلقات سے بھی زیادہ ہیں ـ تو کوئی وجہ نہیں ـ کہ باوجود اختلاف کے ہم

ایک دوسرے سے مخلصانہ تعلقات

نہ رکھ سکیں - چونکہ اس مجلس میں غیر مسلم احباب بھی شامل ہیں - میں انہیں بھی بتانا چاہتا ہوں کہ ایک دفعہ ہمارے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جنگ میں شامل تھے - آپ پر مکہ والوں نے حملہ کیا تھا - دورانِ جنگ میں ایک عورت جس کا بچہ کھویا گیا - گھبرائی ہوئی دیوانوں کی طرح پھر رہی تھی - اور وہ اپنے اس غم اور جستجو میں اس بات کو بھول گئی تھی - کہ لڑائی ہو رہی ہے ـ اسے دیکھ کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض صحابہؓ سے جو حضور کے ارد گرد تھے - فرمایا دیکھو کیسی خطرناک جنگ ہو رہی ہے - یہ عورت دیکھ رہی ہے - کہ مکہ والے شکست کھا کر بھاگے جا رہے ہیں - اور چاروں طرف

قتل و خونریزی کا میدان

گرم ہے - مگر اس کی نظر میں صرف ایک چیز ہے - اور وہ یہ کہ اس کا بچہ مل جائے - چنانچہ کچھ دیر جستجو کرنے کے بعد اسے اس کا بچہ مل گیا - اور وہ اطمینان سے بیٹھ گئی - تو اس وقت بھی اپنی خوشی میں اس بات کو بھول گئی - کہ لڑائی ہو رہی ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نظارہ دیکھا تو آپ نے صحابہ سے فرمایا - تم نے اسے دیکھا - کہ یہ کیسے اطمینان سے بیٹھی ہوئی ہے پھر فرمایا جس طرح اس عورت کے دل میں اپنے کھوئے ہوئے بچہ کے ملنے سے محبت کے جذبات موجزن ہیں - اس سے بدرجہا زیادہ اللہ تعالیٰ کو اپنے

کھوئے ہوئے بندہ کے دوبارہ رجوع سے خوشی

حاصل ہوتی ہے - اور یہ ایک عقلی بات ہے - اگر چند ماہ تک پیٹ میں رکھنے والی عورت کو اپنے بچہ سے اس قدر محبت ہو سکتی ہے ـ کہ وہ اس کی علیحدگی کو تھوڑی دیر کے لئے بھی گوارا نہیں کر سکتی - تو وہ خدا جو انسان کا خالق و مالک اور رب ہے ـ کیا یہ ممکن ہے ـ کہ اپنے بندوں کے لئے اس کی محبت اس عورت سے بھی کم ہو ؛

پس جبکہ ہمارے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک ایسا رشتہ ہے ـ جو

ماں باپ کے رشتہ سے زیادہ قوی

ہے - تو کوئی وجہ نہیں ـ کہ ہمارے آپس کے تعلقات خراب ہوں - جبکہ ایک بھائی دوسرے بھائی کا عیب دیکھ کر اسے ذلیل نہیں کرتا ـ بلکہ اس کی عیب پوشی کرتا ہے ـ اور اس کی اصلاح کی کوشش کرتا ہے ـ مثلاً ایک بھائی اگر چور ہے - تو دوسرا بے شک اس کے چوری کے فعل کو تو حقارت کی نظر سے دیکھے گا ـ لیکن بھائی کو حقارت کی نظر سے نہیں دیکھیگا - ورنہ کوئی وجہ نہیں ـ کہ وہ اس کی اصلاح کی کوشش کرتا - اسی طرح بے شک ہمارا آپس میں اختلاف ہے ـ لیکن اگر ہم خدا تعالیٰ کے رشتہ کو محسوس کریں - تو جس طرح ایک بھائی دوسرے بھائی کی اصلاح کی کوشش کرتا ہے ـ سوائے اس کے کہ وہ

اچھے اخلاق سے عاری

ہو - تو کوئی وجہ نہیں ـ کہ ہم خدا تعالیٰ کے تعلق کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک دوسرے کے ساتھ

حسنِ سلوک سے پیش نہ آئیں

میں یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ کہ سارے مذاہب پکے ہیں۔ بے شک سارے مذاہب اپنے اصل کے لحاظ سے خدا تعالےٰ کی طرف سے ہیں۔ لیکن ایک لمبا عرصہ گزر جانے کی وجہ سے ان میں ایسی تبدیلیاں ہو گئی ہیں کہ جن کی وجہ سے ان مذاہب کی

موجودہ شکل اور ابتدائی شکل

میں بعد المشرقین ہے۔ اور ہم یہ تسلیم کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں۔ کہ موجودہ صورت میں یہ تمام عقیدے خدا تعالےٰ تک پہونچاتے ہیں۔ لیکن باوجود اس قدر اختلاف کے ہم یہ یقین رکھتے ہیں۔ کہ اس اختلاف کی وجہ سے آپس میں لڑنا بے معنی ہے۔

ہمارے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات میں اس اصل کی ایک نہایت

لطیف مثال

موجود ہے۔ نجران جو یمن کا ایک حصہ ہے وہاں کے عیسائیوں کا ایک وفد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مذہبی بحث کرنے کے لئے حاضر ہوا۔ گفتگو لمبی ہو گئی۔ ایک دن (جو غالباً اتوار کا دن ہو گا۔ کیونکہ تین دن کی گفتگو میں صرف ایک دن نماز کا ذکر آتا ہے) عصر کے وقت انہوں نے اس خیال کا اظہار کر کے بحث کو ختم کرنا چاہا۔ کہ ہماری نماز کا وقت ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ

مسجد خدا کا گھر ہے

تم اسی میں عبادت کر لو۔ چنانچہ اسی جگہ اسی مسجد میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ان لوگوں نے اپنی عبادت کر لی۔ اگر ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اخلاق کا یہ نمونہ دکھاتے ہیں۔ اور پھر ایسے موقعہ پر جہاں توحید اور شرک کا اختلاف ہے۔ تو اس میں ہمارے لئے ایک نہایت

قیمتی سبق

چھوڑتے ہیں۔ کہ ہمیں مذہبی اختلافات کی وجہ سے آپس کی رواداری کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔

میں نے خود ۱۹۲۴ء میں لنڈن کی مسجد کی بنیاد رکھتے ہوئے اس واقعہ کو مد نظر رکھ کر اعلان کیا تھا۔ کہ اگر کوئی شخص مسجد کے نظام کی پابندی کرتے ہوئے اس مسجد میں اپنی عبادت کرے۔ تو خواہ وہ کسی مذہب و ملت کا ہو۔ اس کی اجازت ہو گی۔ مجھے یاد ہے کہ جب میں نے یہ اعلان کیا۔ تو یورپین لوگ نہایت حیرت زدہ ہو کر کہنے لگے۔ کہ ہم تو سمجھتے تھے۔ کہ مسلمان دوسروں کے قتل کی فکر میں رہتا ہے۔ اور آپ نے یہ تعلیم بیان کی ہے۔

اپنی عبادت گاہ میں

نظام کو ملحوظ رکھتے ہوئے دوسروں کو عبادت کی اجازت دینا

ہرگز کوئی معیوب بات نہیں۔ بلکہ یہ ایک بہت بڑی خوبی ہے۔ اس سے ہمارے دل میں خدا کی محبت بڑھ جاتی ہے۔ دیکھو اگر میرے سامنے کوئی شخص میرے والدین سے محبت کا اظہار کرے۔ تو میں خوش ہی ہوں گا ناراض نہیں ہوں گا۔ میں دیکھتا ہوں۔ کہ دنیا میں مذاہب کی اس خصوصیت کو بالکل چھوڑا جا رہا ہے۔

بانی سلسلہ احمدیہ کے احسانات

میں سے یہ بھی ایک بہت بڑا احسان ہے۔ کہ آپ نے مختلف الخیال فرقوں اور قوموں کے درمیان صلح کا ایک نہایت احسن طریق پیش فرمایا۔ آپ نے قرآن کریم کی اس آیت کا کہ ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر۔ یعنی دنیا میں کوئی قوم نہیں۔ جس میں کوئی نہ کوئی نبی نہ گزرا ہو۔ اپنی متعدد کتب اور تقریروں میں ذکر فرمایا ہے۔ اس تعلیم کے ماتحت آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں ہندوؤں کے نبیوں کو بھی مانتا ہوں۔ عیسائیوں کے نبیوں کو بھی مانتا ہوں کیونکہ اس میں قرآن کریم کی سچائی کا ثبوت ہے۔ اگر ہم قرآن کریم کی اس تعلیم کو اپنا اصول قرار دے لیں۔ جس پر بانی سلسلہ احمدیہ نے بہت زور دیا ہے۔ تو

ہمارے آدھے جھگڑے ختم ہو جاتے ہیں

اسی سندھ میں بعض ایسے واقعات ہوئے ہیں جن کا ذکر مناسب نہیں۔ مگر ان کی وجہ سے قومی لڑائیاں ہوئیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ لڑائیاں عارضی ہوتی ہیں۔ مگر ہم عارضی لڑائی بھی کیوں ہونے دیں۔ وہ خدا جو رب العالمین ہے۔ ہندوؤں کا بھی ویسا ہی رب ہے۔ جیسا مسلمانوں کا۔ عیسائیوں کو بھی اسی طرح روزی دیتا ہے۔ جیسی یہودیوں کو۔ کیا یہ ممکن ہے کہ اس نے جسمانی غذا تو تمام اقوام کو پہنچائی ہو۔ لیکن

روحانی طور پر

راہ نمائی کے لئے صرف کسی ایک قوم کو چن لیا ہو۔ پس ہمیں چاہیئے۔ کہ ہم ایک دوسرے کے

بزرگوں کا ادب اور احترام

کریں۔ اسی میں ہمارے اپنے بزرگوں کا ادب و احترام مخفی ہے۔

سندھ ایک نیا صوبہ بننے والا ہے نئے لوگوں کو نئی روایات قائم کرنا ہوتی ہیں کیا یہ ممکن نہیں کہ سندھ کے لوگوں میں باوجود شدید اختلاف مذہب کے

تمدنی۔ علمی۔ اور اقتصادی تعلقات

میں کسی قسم کا اختلاف نہ ہو۔ اور وہ یہ سمجھیں کہ ہم سارے خدا کے بندے اور اس کی مخلوق ہیں۔ خدا جس طرح ہندو کی بہتری چاہتا ہے۔ عیسائی کی بھی ویسے ہی چاہتا ہے۔ اور مسلمان کا بھی وہی مالک ہے۔ کئی چھوٹے بھائی ہوتے ہیں۔ جو بڑے بھائیوں کے لئے مشعل راہ بن جاتے ہیں۔ اسی طرح میں کہتا ہوں کہ علمی اقتصادی اور تمدنی تعلقات کو اس معیار تک بلند کر لو۔ کہ یہ چھوٹا صوبہ بڑا بن جائے۔ اور

دوسروں کے لئے نمونہ

ہو۔

میں سمجھتا ہوں۔ کہ میرے لئے تو

بانی سلسلہ احمدیہ کی صداقت

اور ادب و احترام کے لئے صرف اسی ایک تعلیم کا پیش کرنا ہی کافی ہے۔ دیکھو آپ وہ انسان ہیں جنہیں نبیوں کو گالیاں دینے والا کہا جاتا ہے۔ گو آج اس عظیم الشان اور بلند پایہ تعلیم کی لوگ قدر نہ کریں۔ لیکن ایک زمانہ کے بعد اس کی بہت قدر ہو گی۔ دنیا میں ہمیشہ ایسا ہوتا آیا ہے۔ کہ بظاہر نبی ناکامی کی صورت میں چلا جاتا ہے۔ لیکن کچھ مدت کے بعد اس کی

قدر کرنے والے لوگ

پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور وہ اس بات کو سمجھ لیتے ہیں۔ کہ ہمارے بزرگ غلطی پر تھے۔ اور یہ کہ ہماری بہتری اور نجات کا یہی ذریعہ تھا۔ جسے ہمارے بزرگوں نے رد کر دیا بے شک اس بات میں ایک رنج پایا جاتا ہے۔ مگر ہمیشہ اسی طرح ہوتا چلا آیا ہے۔ کہ ایک

مصلح کے وقت

میں اس کی تعلیم کی قدر نہیں کی جاتی۔ جس کی وجہ سے اسے سخت سے سخت مخالفت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

حقیقی کامیابی کے لئے انسان کو ایک صلیب پر چڑھنا پڑتا ہے

چنانچہ اسی صلیب پر بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو چڑھنا پڑا۔ اور اسی پر ہم چڑھ رہے ہیں۔

میں مانتا ہوں کہ اختلاف کلی طور پر نہیں مٹ سکتا۔ مگر میرے دل میں کبھی کسی ہندو سکھ یا عیسائی کے لئے نفرت پیدا نہیں ہوئی۔ میں اس معاملہ میں یہاں تک تیار ہوں۔ کہ

اپنے بچوں کے سر پر ہاتھ رکھکر

حلفاً کہہ سکتا ہوں۔ کہ میں نے کبھی کسی ہندو عیسائی یا سکھ کو نفرت کی نگاہ سے نہیں دیکھا۔ میری عمر اس وقت ۴۷ سال ہے۔ مگر اس میں سے ایک لحظہ بھی ایسا نہیں گزرا۔ جس میں میرے دل میں کسی شخص کے متعلق دشمنی کے جذبات پیدا ہوئے ہوں۔ مگر

مخالفتوں کی صلیب

ایک ایسی چیز ہے۔ کہ اس کے بغیر کامیابی ناممکن ہے۔ تمام ترقیات مشکلات میں سے گزر کر حاصل ہوتی ہیں۔

پس میں اہل سندھ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ مذہبی اختلافات کے باوجود ایک دوسرے کی عزت کریں۔ مذہب کے متعلق بیشک غیرت رکھو۔ لیکن عقائد کے لحاظ سے۔ نہ کہ انسانوں کے لحاظ سے

عیب دار سے نفرت کرنا ظلم ہے

ہاں عیب سے نفرت کرنی چاہیئے۔ جب جسمانی بیمار کی ہمدردی ضروری ہے۔ تو روحانی بیمار کا تو اور بھی زیادہ خیال ہونا چاہیئے۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ وقت کی رعایت کو مد نظر رکھتے ہوئے اس وقت میں نے کافی کہہ دیا ہے۔ پھر کبھی اگر موقعہ ملا تو تفصیلی طور پر بیان کر سکتا ہوں۔

جب ہمارا اللہ جو سارے جہانوں کا مالک ہے، تمام لوگوں کا رب بنتا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم ان سے نفرت کا اظہار کریں۔ اگر ہم اپنے رب کے نقش قدم پر چلنے والے ہوں۔ تو

ہمارا فرض ہے کہ دوسروں کی عزت کریں

اس نصیحت کے بعد میں اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔

واقعات حاضرہ پر نظر

(۱) سر فضل حسین پھر سیاسیات میں۔ (۲) سر ظفر اللہ خاں
اور ہز ہائینس آغاخاں (۳) پہلا غیر سرکاری ریلوے ممبر اور بجٹ

الفضل کے سیاسی نامہ نگار کے قلم سے!
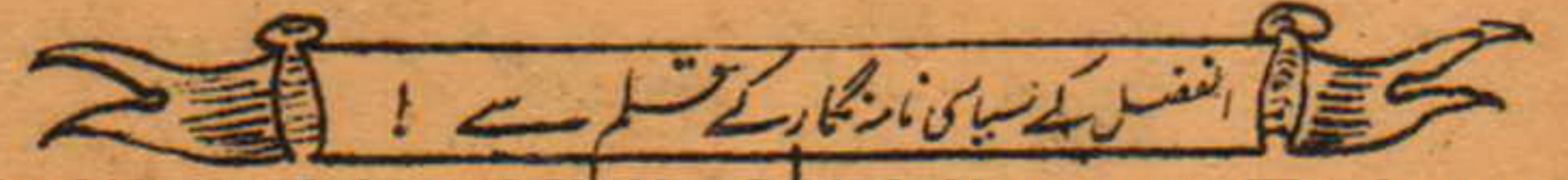
(۱)

پنجاب کی سیاسیات کے سمندر میں غیر معمولی طوفان ہے۔ اور اس طوفان کی تباہ کن امواج میں سے ہر ایک کا رُخ مسلمانوں کے شکستہ جہاز کی طرف ہے۔ سابقہ طرز حکومت کا لنگر اُٹھ چکا۔ سلامتی کا کنارہ پیچھے اور مشکلات و خطرات کی چٹان آگے ہے۔ ان سب سے بڑھکر ایک اور مصیبت اندرونی غداروں کا گروہ ہے۔ جو اس جہاز کو بچانے کی بجائے خود غرضی کے مہلک مرض میں گرفتار اور باوجود ادعائے حریت دانستہ یا نادانستہ خود جہاز رانوں پر حملہ آور ہے۔ گویا گھر کا چراغ خود گھر کو آگ لگا رہا ہے۔ ایسے وقت ایسے راہنما ایسے امیر البحر ایسے ناخدا کی ضرورت ہے۔ جو ان تمام مشکلات کا مقابلہ کرے اور اپنے تجربہ بیدار مغزی انصاف پژوہی۔ دور اندیشی۔ انگریز و ہندو شناسی کی صفات سے کام لے کر پنجاب کے مسلمانوں کی سیاسی کشتی کو دوسرے کنارے پر لگا دے۔

سر فضل حسین نے لمبی خاموشی کے بعد مہر سکوت کو توڑا۔ اور سیاسیات پنجاب پر تبصرہ فرمایا ہے جس سے ہر بصیر سمجھ سکتا ہے کہ ضلع گورداسپور کے اس سیاسی مدبر کی آنکھ نے کس طرح تمام ماحول کی پیمائش کر لی ہے۔ اور کس طرح غریب رعایائے پنجاب کو روٹی بہم پہونچانے اور خونخوار خود غرض دشمنوں سے جنہوں نے خیر خواہی کے لباس میں زمینداروں کا خون چوسا ہے۔ بچانے کی فکر کی ہے۔

سر موصوف نہ صرف اسلامی اکثریت کے نمائندہ اور بقول خواجہ حسن نظامی مسلمانوں کی سیاسی آنکھ ہیں۔ بلکہ وہ اس وقت ہر سمجھدار پنجابی کی آواز ہیں۔ ان کے خیالات پر ہم انشاء اللہ آئندہ رائے زنی کریں گے۔ سردست ان کے میدان سیاسیات میں آنے پر اظہار مسرت کرتے ہیں۔

(۲)

ہز ہائینس آغاخاں اور سر ظفر اللہ خاں کی تقاریر نے جو دہلی کے مسلم ڈنر میں کی گئی ہیں۔ پبلک پر ظاہر کر دیا ہے۔ کہ مسلمانوں میں جان ہے۔ ان کے قائد اور راہنما ہیں۔ اور ایک اگر شہزادہ ہے۔ تو اس کے ساتھ ہی قابل ترین سالخوردہ ہندوستانی ہے۔ دوسرا اگر حکومت کا ایک اعلےٰ رکن ہے۔ تو نوجوانوں میں قابل عزت۔ قابل فخر اور قابلیت اور ذاتی لیاقت کے زیور سے آراستہ پیراستہ ہے۔ اس بوڑھے اور جوان کے تعاون نے گول میز میں مسلمانوں کی عزت رکھ لی۔ اور جو کچھ ملا۔ ان دونوں کی شان اور زبان اور مسلمان نمائندوں کی عدیم المثال یکسان رائے اور اتفاق و اتحاد سے ملا۔ اب اگر اس کا بچاؤ ہوگا۔ تو پھر مسلمان منفی احرار حزب فضل حسین و آغاخاں ظفر اللہ خاں ہوگا۔ کیونکہ آغاخاں مسلمانوں کے سیاسی جسم کے سر اور اول و آخر بالفاظ صوفی دہلوی۔ دور حاضر کے روشن دماغ خواجہ حسن نظامی دو سیاسی آنکھیں ہیں۔ ان کے مخالف مسلمانوں کے دشمن اور کوتاہ اندیش اہل غرض ہیں۔ مسلمانوں کا اس نہایت اڑے وقت یہ فرض ہے۔ کہ دوست دشمن میں تمیز کریں۔ امتحان کے وقت میں سنبھل جائیں اور یاد رکھیں کہ لال ہو یا کوشیشے میں اتارنے والے عامل اور ان کے اشتہار اب کام نہ دینگے بلکہ عمل کرنے والے تجربہ کار عامل ان کے کام آئیں گے۔ اور کھرے کھوٹے کی جانچ اصل و نقل کی پڑتال اب تمیز و جمنا کے کنارے پر ہوتی ہے۔ راوی محض اشتیاق کا کام دینے والی رہ گئی ہے۔ اب سر محمد شفیع زندہ نہیں۔ ورنہ بتلاتے۔ کہ کیوں سائمن کمیشن میں ظفر اللہ خاں کو کمیشن کے برابر بٹھا کر خود سامنے کھڑے ہوئے تھے۔ اس لئے گول میز اسمبلی اور دہلی کے زندہ سیاسی مسلمان رہنما ہز ہائینس آغاخاں سر امین اور خواجہ جو کچھ کہتے ہیں۔ وہ صحیح ہے۔ اپنے بہی خواہ کی قدر کرو۔ اور خوب غور کرو۔ ع

قدرِ زر زرگر بداند قدرِ جوہر جوہری

(۳)

ہندوستان کے عوام ابھی تک تعلیم یافتہ نہیں۔ ان کو یہ معلوم نہیں۔ کہ ریلوں سے حکومت کو مالی فائدہ کی بجائے نقصان ہے۔ صرف دیہاتی نہیں۔ بلکہ عام متوسط الحال شہری بھی ناواقف ہے۔ کہ ہندوستان کی ریلیں حکومت کے خزانہ پر بار ہیں۔ اس لئے ریلوے ممبر آنریبل سر ظفر اللہ خاں قابل مبارکباد ہیں۔ کہ انہوں نے حقیقت کو اہل ملک کے سامنے رکھدیا۔ اور حکومت کی بہتری اور ملک کی خوشحالی کے ذمہ وار نمائندگان کے سامنے ہندوستان کے بہترین ذریعہ آمد و رفت کی مالی حالت کو صفائی سے پیش کر دیا۔ اب وہ بجٹ کی کمی کو پورا کریں۔ دوسرے محکموں کے اخراجات کو گھٹائیں۔ محصول بڑھائیں۔ ریلوے ممبر کی تجاویز پر بحث کریں۔ یہ ان کا کام ہے۔ سر ظفر اللہ خاں پہلے غیر سرکاری رکن حکومت ہیں۔ جنہوں نے اپنا تیار کردہ بجٹ مرکزی مجلس واضع آئین کے سامنے رکھا ہے۔ اور جس قابلیت۔ مضمون کے ہر پہلو پر حاوی ہونے اور ہر سوال کا معقول جواب دینے کی پارلیمنٹری اہلیت کا ثبوت دیا ہے۔ وہ ہندوستان کے ہر بہی خواہ کے لئے موجب مسرت ہے۔ سر موصوف نے بالفاسٹین شملہ کی تقاریر سے ثابت کر دیا تھا۔ کہ کیوں برٹش لبرل نیشن نے ان کو عزت و قدر کی نگاہوں سے دیکھا تھا۔ اور اب بجٹ کی تقریر اور دوسرے سوالات کے جوابات نے بتا دیا ہے۔ کہ کیوں ہندوستان کے اعلےٰ ترین دماغ سر ظفر اللہ کو آئندہ فیڈرل حکومت کے وزیر اعظم کی اسامی پر فائز دیکھنا چاہتے ہیں۔

انگریز ان سے خواہش رکھتے ہیں۔ جیسا کہ سر سیمویل ہور نے گول میز کانفرنس کے وقت کہا تھا۔ کہ وہ انگلستان کی خدمات کا خیال رکھیں ہندوستانی وطن پرست جیسا کہ پنجاب کے فرقہ وارانہ آریہ اخبارات تک کے ریمارکس سے ظاہر ہے۔ ان کی خداداد قابلیت پر نازاں ہیں۔ اس لئے ہندوستان کی متفقہ خواہش ہے کہ وہ اولاً اس معقول سوال پر غور فرمائیں۔ کہ اگر یہ ریلیں کمپنیوں کے پاس ہوتیں۔ تو وہ دیر تک خسارہ پر ان سے کام نہ لے سکتیں۔ اور دوسرے جبکہ وہ نیوزی لینڈ برطانیہ اور دوسرے ممالک کی ریلوے کے خسارہ پر دوڑنے کا ذکر تقریر بجٹ میں لائے ہیں۔ تو سردست ان ممالک کے اختیار کردہ طریق پر پبلک کے آرام کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت کے دیگر ذرائع آمد سے ریلوے خسارہ کو پورا کریں۔ فوجی بجٹ میں روپیہ بڑھے۔ تو بڑھنے دیں۔ حکومت کے دوسرے شعبوں کے اخراجات اونچے ہو جائیں۔ تو ہونے دیں۔ مگر ریلوں پر صنعت سفر کا بار کم کر دیں۔

بہر حال ریلوے بجٹ پہلے ہندوستانی غیر سرکاری ممبر کا تیار کیا ہوا ملک کی خوشی کا باعث ہے۔ اور سر ظفر اللہ خاں قابل مبارکباد ہیں۔

صدقہ جاریہ کی تحریک

"الفضل" کی قدر و منزلت ایک ہندو صاحب کی نظر میں

چند روز ہوئے بعض غریب جماعتوں کے لئے الفضل مفت جاری کرانے کی تحریک کی گئی تھی۔ اس پر جہاں اپنوں میں سے لجنہ اماء اللہ قادیان نے دو اخبار اور میری اہلیہ سیدہ سیارہ بیگم صاحبہ نے ایک اخبار مفت جاری کرنے کی اطلاع دی ہے۔ وہاں ہندو اصحاب میں سے جناب لالہ سنت رام صاحب رئیس بشناہ۔ تحصیل رنبیر سنگھ ریاست جموں لکھتے ہیں۔ کہ وہ اخبار الفضل کو روزانہ پڑھتے ہیں۔ اور یہ کہ وہ آپ کی تحریک پر مبلغ تین روپے منیجر صاحب الفضل کو بھیج رہے ہیں۔ (جو پہنچ چکے ہیں) تا کہ ان کی طرف سے جماعت ریاسی کے نام اخبار الفضل مفت جاری کر دیا جائے۔ میں لالہ صاحب محترم کا اس فراخ دلی اور قدردانی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ایسا ہی لجنہ اماء اللہ قادیان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ اس نے نظارت دعوۃ و تبلیغ کی ضرورت کو پورا کرنے میں میری مدد کی۔ سب سے بڑھ کر صدقہ جاریہ یہ ہے کہ درماندوں کو روحانی غذا پہونچانے کا انتظام کیا جائے۔ میرے پاس آئے دن ایسے لوگوں کی درخواستیں آتی رہتی ہیں۔ جو الفضل خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ اس لئے اگر کوئی دوست اس صورت میں صدقہ دینا چاہے تو نظارت دعوۃ و تبلیغ کو کسی اڑے وقت میں نہ بھولے۔ اللہ تعالیٰ اس کی مشکلات کو اپنے فضل سے حل فرما دیگا۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

پارسلوں میں خطوط بھیجنے کے متعلق محکمہ ڈاک کے نئے قواعد

گذشتہ ۱۰ اکتوبر میں محکمہ پوسٹ اینڈ ٹیلی گراف نے ڈاک خانہ کے ذریعہ بھیجے جانے والے پارسلوں میں خطوط کے متعلق بعض قواعد شائع کئے تھے۔ چونکہ ان سے ابھی تک پبلک اچھی طرح آگاہ نہ ہونے کی وجہ سے بری طرح ڈاک خانہ والوں کی نشانہ بن رہی ہے۔ اس لئے وہ قواعد درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

پوسٹ اینڈ ٹیلی گراف گائڈ کی دفعہ ۷۹ کے ماتحت پارسل میں صرف ایک (اس سے زیادہ ہرگز نہیں) تحریر از قسم خط یا ذاتی خط و کتابت کے رکھی جا سکتی ہے۔ بشرطیکہ وہ تحریر صرف پارسل وصول کرنے والے کے نام ہو۔ گورنمنٹ آف انڈیا نے فیصلہ کیا ہے کہ یکم ستمبر ۱۹۳۶ء سے اس دفعہ کی شرائط کی خلاف ورزی کرنے والوں پر تعزیر عائد کی جائے۔ اور وہ یہ ہے۔

ان پارسلوں کے متعلق جن کے متعلق یہ شبہ ہو کہ ان میں ممنوعہ خطوط رکھے گئے ہیں، ڈاکخانجات مندرجہ ذیل کارروائی کیا کریں گے۔

(ا) اگر ڈاک روانہ کرتے وقت کسی پارسل کے متعلق یہ شبہ ہو کہ اس میں خط کی قسم یا ذاتی رنگ کی ایک سے زیادہ تحریریں ہیں۔ یا یہ شبہ ہو کہ خط یا خطوط اصل شخص کے علاوہ کسی دوسرے شخص یا اشخاص کی عزت لکھے گئے ہیں۔ تو وہ پارسل منزل مقصود کو اس نشان کے ساتھ کہ اسے کھول کر تقسیم کیا جائے۔ بھیجا جائے گا۔

(ب) اس پارسل کے ڈاک خانہ میں پہنچنے پر پوسٹ ماسٹر مکتوب الیہ کے نام بدیں مفاد نوٹس جاری کرے گا۔ کہ ایک ایسا پارسل موصول ہوا ہے۔ جس کے متعلق شبہ کیا جاتا ہے۔ کہ اس میں مذکورہ بالا نوعیت کی تحریرات ہیں۔ اس لئے مکتوب الیہ کو چاہیئے کہ وہ اس نوٹس کے جاری ہونے کی تاریخ سے سات دن کے اندر خود ڈاکخانہ آکر یا اپنے کسی نمائندہ کو بھیج کر پارسل کو کھول کر وصول کر لے۔

(ج) اگر مکتوب الیہ یا اس کے کسی نمائندہ کی موجودگی میں ڈاک خانہ میں اس پارسل کے کھولے جانے پر یہ معلوم ہو کہ اس میں کوئی ایسی تحریر ہے۔ جو اصل مکتوب الیہ کے علاوہ کسی دوسرے شخص کے نام لکھی گئی ہے۔ یا یہ معلوم ہو کہ اصل مکتوب الیہ کو ایک سے زیادہ تحریر لکھی گئی ہے۔ تو ہر اس تحریر پر ماسوا اس ایک تحریر کے جو اصل مکتوب الیہ کو لکھی گئی، لفافہ کے محصول ڈاک سے دوگنا محصول وصول کیا جائیگا۔ اور یہ محصول لگاتے وقت اس محصول ڈاک کو جو پارسل پر لگایا گیا ہو نظر انداز کر دیا جائیگا

(د) اگر مکتوب الیہ نوٹس کے جاری ہونے کی تاریخ سے سات دن کے اندر اندر مطابق پیرا (ب) ڈاک خانہ میں حاضر نہ ہو۔ یا پارسل کو کھول کر وصول کرنے سے انکار کرے۔ یا زائد محصول ڈاک جو اس پر لگایا جائے ادا کرنے سے انکار کرے۔ تو پارسل فرستندہ کو بھیج دیا جائے گا۔ اور اس سے وہ زائد محصول ڈاک وصول نہیں کیا جائے گا۔ یاد رہے۔ وہ پارسل جو پوسٹ اینڈ ٹیلی گراف گائڈ کی دفعہ ۷۹ کی خلاف ورزی میں بھیجے جائیں گے۔ ان پر زائد محصول ڈاک کی ادائیگی کے علاوہ ان کے دیر سے موصول ہونے کا بھی خطرہ ہے۔

استاد کی ضرورت

یو۔پی میں چار افراد پر مشتمل ایک خاندان کو قرآن مجید پڑھنے کے لئے ایک ایسے استاد کی ضرورت ہے۔ جو عالم باعمل ہوں۔ تبلیغ کا شوق رکھتے ہوں۔ اگر ہ ملک طور پر مبلغ کی حیثیت میں کام کریں۔ تو مقامی جماعت بھی کچھ دیگر اخراجات برداشت کرے گی۔ خواہشمند احباب مقامی عہدیداران کی معرفت درخواست بھجوائیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

مکمل اطلاع دیں

کسی جماعت نے احمد دین صاحب دبابوعطا صاحب کے متعلق مجلس مشاورت کی نمائندگی کے لئے اطلاع دی ہے۔ مگر جماعت کا نام نہیں لکھا۔ براہ مہربانی تکمیل ریکارڈ کے لئے جلد اطلاع دیں۔

پرائیویٹ سکرٹری۔

نہایت ضروری اعلان

احباب کرام

نوٹ کر لیں

کہ

(۱) ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

(۲) روئداد مقدمہ بہاولپور

(۳) ذکر حبیب جن کے متعلق مفصل اعلان حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کی طرف سے الفضل کے ایک گذشتہ پرچہ میں شائع ہو چکا ہے۔

(۴) ان کی مجموعی ضخامت ساڑھے تین ہزار صفحہ ہوگی

(۵) اور ان کے سات حصے ہونگے۔

(۶) اور ساتوں حصوں کی رعایتی قیمت صرف ۹ روپے ہوگی

(۷) جو ۸ ماہوار کے حساب سے بھی ادا کی جا سکتی ہے۔

(۸) جو مجلد لینا چاہیں ان سے ۸/ فی جلد کے حساب سے مزید لئے جائینگے

(۹) چونکہ یہ تھوڑی تعداد میں چھپ رہی ہیں اس لئے دوست ان کے خریدار بننے میں جلدی کریں۔

(۱۰) حتی الامکان ہر ایک جماعت کے دوست یکجائی آرڈر بھیجیں اور (۱۱) اقساط اپنے ہاں کے سکرٹری مال کی معرفت بھیجیں۔ (۱۲) جو حصہ چھپتا جائیگا وہ ساتھ کے ساتھ دوستوں کو پہنچتا رہیگا (۱۳) محصول ڈاک بہر حال بذمہ خریدار ہوگا۔

نوٹ: تذکرہ یعنی مجموعہ الہامات حضرت مسیح موعود کی اب صرف چند جلدیں باقی ہیں ضرورتمند احباب جلد منگوا لیں مجلد کی قیمت ۳/ ہے

خاکسار:۔ ملک فضل حسین مینجر بکڈپو تالیف و اشاعت قادیان

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی حیدر شاہ ولد رسیدہ شاہ ذات سید سکنہ چک ۲۱۴ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۲۳ ۵ ۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہئے۔ تحریر مورخہ ۳ ۲ ۳۶۔ دستخط خان بہادر میاں غلام رسول صاحب چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ۔ (مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی لکھن ولد مٹھا ذات سیال سکنہ چنیوٹ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۹ ۵ ۳۶ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہئے۔ تحریر ۳ ۲ ۳۶۔ دستخط خان بہادر میاں غلام رسول صاحب چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ۔ (مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی کرم چند ولد لکھی رام ذات منگلانی سکنہ چک ۴۹۳ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲۰ ۵ ۳۶ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ روڈ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہئے۔ تحریر مورخہ ۳ ۲ ۳۶۔ دستخط خان بہادر میاں غلام رسول صاحب چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ۔ (مہر عدالت)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

لنڈن ۲۴ فروری۔ اعلان کیا گیا ہے کہ ملک معظم شہنشاہ ایڈورڈ ہشتم یکم مارچ کو ایمپائر کے نام پہلی دفعہ اپنا پیغام براڈ کاسٹ کریں گے اس کے متعلق ایمپائر کے علاوہ دوسرے ممالک میں بھی دلچسپی کا اظہار کیا جا رہا ہے۔

سیالکوٹ ۲۳ فروری۔ وزیر لوکل سیلف گورنمنٹ نے سیالکوٹ کی میونسپلٹی کو معطل کر دیا ہے۔ اور ڈپٹی کمشنر کو کمیٹی کے فرائض سرانجام دینے کے لئے مقرر کیا گیا ہے یہ اقدام اس غرض سے کیا گیا ہے۔ کہ کمیٹی کام کے بالکل ناقابل تھی۔

برلن ۲۲ فروری۔ جرمنی وزیر مقیم برلن کو حکم بھیجا گیا ہے۔ کہ وہ سوئٹزرلینڈ کی کونسل کے خلاف جس میں نازی انجمنوں کو خلاف قانون قرار دیا گیا ہے۔ احتجاج کرے حکومت سوئٹزرلینڈ کے اقدام کو ناجائز قرار دینے کے علاوہ ان سیاسی مظاہروں کے خلاف بھی احتجاج کیا گیا ہے جن کی وجہ سے اس حکم کے نفاذ کی تحریک ہوئی۔

لاہور ۲۳ فروری۔ حکومت پنجاب نے سڑکوں پر آمد و رفت کے متعلق جدید ضمنی قواعد سے تمام بلدیات کو مطلع کر دیا ہے۔ جدید قواعد میں موٹروں۔ تانگوں۔ بیل گاڑیوں اور سائیکل وغیرہ چلانے والوں پر پابندیاں عائد کی گئی ہیں

پیرس ۲۲ فروری۔ معلوم ہوا ہے۔ پوپ نے موسیو فلینز سے درخواست کی ہے۔ کہ وہ اطالیہ اور مجلس اقوام کے درمیان ثالث کے فرائض سرانجام دیں۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ انہوں نے اس سلسلہ میں دو شرائط پیش کی ہیں اول یہ کہ اطالیہ اسپین کر۔ کم مطالبات پیش کرے۔ دوم یہ کہ جو فیصلہ ہو اٹلی اس پر کاربند رہنے کا وعدہ کرے۔

ناگپور ۲۳ فروری۔ سردار دیوان سنگھ مفتون ایڈیٹر "ریاست" دہلی تین ماہ سزائے قید کی میعاد ختم ہونے پر ناگپور سنٹرل جیل سے رہا کر دئے گئے ہیں۔ انہیں قانون تحفظ والیان ریاست کی دفعہ ۵ کے ماتحت سزا دی گئی تھی

بمبئی ۲۳ فروری۔ بمبئی میں گذشتہ سال کے دوران میں ۱۲۹ اشخاص نے خودکشی کی اور ۴۰۷ افراد کی اتفاقیہ موت واقع ہوئی

امرتسر ۲۳ فروری۔ ضلع امرتسر کے ایک گاؤں کی فصلیں نہر کا بند ٹوٹ جانے سے تباہ ہو گئیں۔ بہت سے مکانوں کی دیواریں منہدم ہو گئیں۔

امرتسر ۲۳ فروری۔ پنڈت کرشن کانت مالویہ نے امرتسر میں بعض سکھ لیڈروں سے اس امر کے متعلق تبادلہ خیالات کیا۔ کہ نئے آئین کے سلسلہ میں انتخابات کی جنگ کے لئے ہندوؤں اور سکھوں کا ایک مشترکہ بورڈ بنایا جائے

لاہور ۲۲ فروری۔ بلدیہ لاہور نے نئے بجٹ میں بہت سی اسامیاں اڑا دی ہیں۔ اور بعض کی تنخواہیں کم کر دی ہیں۔

پشاور ۲۳ فروری۔ سر عبدالقیوم وزیر تعلیم حکومت صوبہ سرحد سے ہندی دگورنمنٹی سرکلر کے متعلق سرحد کونسل کے ہندو سکھ ارکان نے سکرٹریٹ میں ملاقات کی۔ ڈائرکٹر تعلیمات بھی موجود تھے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ گفت و شنید میں ہر جانب کی طرف سے دوستانہ رویہ اختیار کیا گیا۔

نئی دہلی ۲۴ فروری۔ ریلوے کی مشاورتی کونسل کے اجلاس میں بغیر ٹکٹ سفر کرنے والے مسافروں کے مسئلہ پر غور کیا گیا۔ کونسل کا آئندہ اجلاس وسط مارچ تک ملتوی کر دیا گیا ہے۔

بمبئی ۲۳ فروری۔ بمبئی میڈیکل کونسل نے اپنے ایک اجلاس میں فیصلہ کیا ہے۔ کہ جرمنی کی ساختہ عام اشیاء اور بالخصوص ڈاکٹری کے سامان کا بائیکاٹ کیا جائے۔

کلکتہ ۲۳ فروری۔ پانی پت میں ایک کیمیکل ورک شاپ میں ایک ڈرم پھٹ جانے سے زبردست دھماکا ہوا۔ جس سے ایک کیمسٹ ہلاک اور چار اشخاص مجروح ہوئے۔

نئی دہلی ۲۴ فروری۔ پنجاب کرتی کسان پارٹی کا ایک سرکردہ رکن جو کئی ہفتوں سے اپنے گاؤں سے جہاں اسے نظربند کیا گیا تھا۔ فرار تھا کل گرفتار کر لیا گیا۔

نئی دہلی ۲۴ فروری۔ اسمبلی کی کانگرس پارٹی کے ایک رکن نے ایک بیان شائع کیا ہے کہ آج سے تیرہ سال پہلے جب سر میلکم ہیلی گورنمنٹ ہند کے ہوم ممبر تھے۔ انہوں نے ضابطہ فوجداری کے بل پر بحث کے دوران میں وعدہ کیا تھا کہ حکومت ہند اس کے متعلق مقامی حکومتوں سے مشورہ کرے گی۔ موجودہ ہوم ممبر کا یہ بیان کہ پبلک کی طرف سے اس ضابطہ میں تبدیلی کا مطالبہ نہیں کیا جا رہا۔ درست نہیں۔

آگرہ ۲۳ فروری۔ ہندوستان کے ہریجن لیڈروں کی طرف سے وائسرائے کو ایک میموریل بھیجا گیا ہے کہ ہریجنوں کو تمام سرکاری ملازمتوں میں بھرتی کیا جائے۔ نیز ہریجن طالب علموں سے سکولوں اور کالجوں میں فیس نہ لی جائے۔

بمبئی ۲۳ فروری۔ گذشتہ ہفتہ کے دوران میں ۳۰۵۱۲۲۴۳ روپے کا مزید سونا یورپ اور امریکہ بھیجا گیا۔ اس وقت ۲۹۲۴۹۴۷۱۶۴۶ روپے کا سونا ہندوستان سے باہر جا چکا ہے۔

انگورہ (بذریعہ ڈاک) اطالوی حکومت کے مطالبہ پر ترکی نے ایسی فلموں کی پڑتال شروع کر دی ہے۔ جو اطالیہ کے وطنی شعور کے لئے توہین آمیز بتائی جاتی ہیں۔ اس وقت تک ترکی حکومت جرمنی۔ انگلستان اور امریکہ کی سات فلموں کو ممنوع قرار دے چکی ہے۔

کلکتہ ۲۲ فروری۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ ہندوستان کے ارباب حل و عقد کی توجہات کا مرکز شہنشاہ ایڈورڈ ہشتم کے نام سکے جاری کرنا ہے۔ ابھی تک تاریخ کی تعیین نہیں کی گئی۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ایڈورڈ ہفتم کے نام کے سکے ملکہ وکٹوریا کی وفات کے اٹھارہ ماہ بعد جاری کئے گئے تھے۔ اور جارج پنجم کے زمانہ میں ایک سال کی تعویق عمل میں آئی تھی۔

رامپور ۲۳ فروری۔ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس میں خطبہ صدارت پیش کرتے ہوئے ہز ہائی نس سر آغا خان نے کہا۔ میں نے اس کانفرنس کی صدارت ۴۳ سال پہلے بھی کی تھی۔ اس وقت سے لے کر اب تک بہت سی تبدیلیاں رونما ہو چکی ہیں۔ لیکن میں خوش ہوں کہ جو قدم اٹھایا گیا ہے۔ وہ ترقی کی طرف اٹھا ہے ہمیں اپنی منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے ابھی بہت کچھ کرنا ہے۔

پٹنہ ۲۳ فروری۔ بابو راجندر پرشاد صدر کانگرس نے پٹنہ کے ایک اجلاس عام میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ ہندوستانی افلاس کا واحد علاج اصلاح دیہات ہے۔ اور ہندوستان کی ترقی کا دارومدار اس کے دیہات پر ہے

صوفیہ ۲۳ فروری۔ گذشتہ اکتوبر جن دو اشخاص نے حکومت بلگیریا کو الٹ دینے کی سازش کی تھی۔ انہیں سزائے موت دی گئی ہے

جنیوا ۲۳ فروری۔ تیل پر تعزیرات عاید کرنے کے سوال پر بحث کرنے کے لئے ۱۸ نمائندوں کی جو کمیٹی مرتب کی گئی ہے۔ وہ ۲ مارچ کو اجلاس منعقد کرے گی۔

لنڈن ۲۳ فروری۔ کل شہنشاہ معظم نے قصر بکنگھم میں ٹکسال کے ڈپٹی ماسٹر سر رابرٹ جانسن کو شرف باریابی بخشا اور ان سے نئے سکوں کے اجراء کے متعلق اقدام کرنے کے سوال پر تبادلہ خیالات کیا۔

امرتسر ۲۲ فروری۔ گیہوں تیار ۴ روپے ۴ آنے۔ نخود تیار ۲ روپے۔ سونا دیسی ۳۵ روپے ۱۰ آنے چاندی دیسی ۵۱ روپے ہے

حیدرآباد ۲۳ فروری۔ ریاست حیدرآباد میں بعض مقامات پر شدید بارش اور ژالہ باری کے باعث فصلیں تباہ ہو گئیں کھیتوں میں ۱۰ انچ کے قریب اولوں کی تہ بچھ گئی۔

جدہ (بذریعہ ڈاک) معلوم ہوا ہے حکومت عربیہ سعودیہ انگلستان اور عراق و یمن کے ساتھ نہایت اہم گفت و شنید میں مصروف ہے

لاہور ۲۳ فروری۔ آج مسٹر محمد علی جناح نے گورنر پنجاب سے ملاقات کی۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ کل کی ملاقات میں حکومت پنجاب کے ارکان بھی شریک ہونگے۔ باخبر حلقوں کا بیان ہے۔ کہ آج گورنر سے ان کی ملاقات امید افزا تھی۔

کلکتہ ۲۳ فروری۔ کلکتہ کارپوریشن کے مسلمان کونسلر سمجھوتہ کے لئے تیار ہو گئے ہیں بیان کیا جاتا ہے کہ مسلمانوں کی طرف سے پہلا مطالبہ یہ پیش کیا جائیگا۔ کہ کارپوریشن ملازمتوں کے لئے ایسی پالیسی اختیار کرے جس سے مسلمانوں کو ان کی آبادی کے تناسب کے لحاظ سے نمائندگی دی جائے اور دو موجودہ خالی اسامیاں بھی مسلمانوں کو دی جائیں

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی